مولانا عبد الجبار سلفی

علاج معالجہ کے شرعی احکام و مسائل

طب کا علم، حیوانی جسم کی ترکیب اور اس کے اعضا کی کارکردگی کے متعلق دقیق بحث کرتا ہے۔ وہ اپنی تحقیق کی ابتدا حیوانی جسم کی ترکیب کے دقیق ترین اکائی (خلیہ) سے کرتا ہے اور پھر مشترک کارکردگی والے خلیوں کے مجموعے پر دادِ تحقیق دیتا ہے اور پھر دل، دماغ، جگر، گردہ جیسے اعضائے رئیسہ کی کارکردگی پر حیرت انگیز انکشافات کرتا ہے، پھر وہ نظامِ انہضام میں مشترک کردار ادا کرنے والے اعضائے حیوانی پر ریسرچ کرتا ہے اور ہر ایک کا الگ الگ کردار بیان کرتا ہے۔

یہ علم، انسان یا حیوان کی صحّت کی حالت میں اُس کے اعضائے جسمانی کے کردار کی اہمیت اور مرض کی حالت میں اُن کے خطرات بیان کرتا ہے اور اس کے علاج معالجے کے ذرائع بیان کرتا ہے۔ چنانچہ کتاب و سنت کی روشنی میں علاج معالجے کی ضرورت اور اہمیت پر مشتمل یہ مضمون پیش خدمت ہے۔ اس کے مطالعے سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہمارا دین اسلام اس قدر آسان اور فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ ہے کہ دیگر سماوی مذاہب اس کی گردِ پا کو بھی پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنا دین سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے انسان کو بنیادی طور پر اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے، لیکن اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس کا صحت مند ہونا ضروری ہے، لیکن بسا اوقات انسان کو اپنی ولادت سے قبل یا دوران ولادت یا ولادت کے بعد جسمانی یا نفسیاتی امراض لاحق ہو جاتے ہیں، جن کے علاج معالجے کا حکم قرآن و سنّت میں موجود ہے۔

علاج و معالجہ پسندیدہ عمل ہے!

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء برأ بـإذن الله عزّ وجلّ»[1]

”ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو اس کی اصل دوا میسر ہو جائے تو انسان عز و جل کے

1 صحیح مسلم: ۵۷۴۱؛ سنن النسائی الکبریٰ: ۷۵۵۶

حکم سے شفایاب ہو جاتا ہے۔"

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ما أنزل الله دآء إلا أنزل له شفاء»[1]

"اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی جس کی شفا نازل نہ کی ہو۔"

جامع ترمذی کی ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے علاج معالجے کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

«نعم یا عباد الله تداووا. فان الله عزّ وجل لم یضع داء إلا وضع له شفاء أو دواء إلا داء واحدا فقالوا: یا رسول الله وما هو؟ قال: الهرم»[2]

"ہاں، اے اللہ کے بندو! علاج معالجہ کروالیا کرو، اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں رکھی جس کی شفا نہ رکھی ہو، سوائے ایک بیماری کے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہے بڑھاپا۔"

امام شاطبی (م ۷۹۰ھ) اپنی کتاب 'الموافقات فی أصول الشریعة' میں فرماتے ہیں:

"بسا اوقات انسان پر وارد ہونے والی مشقت بیرون سے ہوتی ہے، اس میں نہ تو انسان کا کوئی دخل ہوتا ہے اور نہ وہ انسان کے کسی معاملے میں داخل ہونے کے سبب سے وارد ہوتی ہے۔ ایسی صورت حال میں شارع کا مقصد یہ نہیں ہے کہ انسان پر یہ مشقت طاری رہے اور وہ اس کی بنا پر رنج والم پر صبر کرتا رہے اور نہ ہی شارع کا یہ مقصد ہے کہ انسان کسی مشقت کو اپنی جان پر وارد کرنے کے لئے کوئی سبب اختیار کرے، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمانے اور ان کے ایمان کو خالص کرنے کے لئے موذی اور مؤلم چیزوں کو پیدا کیا ہے اور اُنہیں اپنے بندوں پر اپنی مشیّت کے موافق مسلط کیا ہے... الخ"[3]

اور پھر یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے امراض اور ان کا سبب بننے والی مخلوق کو محض شر پہنچانے کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ اُس نے جس چیز کو بھی پیدا کیا ہے، اس میں

۱ صحیح بخاری: ۵۶۷۸؛ مسند احمد: ۳۵۷۸

۲ سنن ترمذی: ۲۰۳۸؛ سنن ابو داود: ۳۸۵۷

۳ الموافقات، کتاب الاحکام والعلة: ۱/ ۱۵۰، دار المعرفة، بیروت

کوئی نہ کوئی حکمت ہے اور وہ حکمت کے اعتبار سے خیر ہے، مثلاً اللہ نے بچھو جیسی زہریلی مخلوق کو پیدا کیا جو بظاہر مجسمہ شر ہے لیکن امام ابن جوزی 'صید الخاطر' میں لکھتے ہیں کہ

"اگر اسے مٹی کے کوزے میں گلِ حکمت کر کے ہلکی آنچ میں جلا کر راکھ بنالیا جائے اور وہ راکھ جَو برابر گردے کی پتھری والے مریض کو کھلا دیا جائے تو پتھری ریزہ ریزہ ہو کر خارج ہو جاتی ہے اور اگر یہ فالج زدہ مریض کو ڈس لے تو اللہ کے اِذن سے مریض شفا یاب بھی ہو سکتا ہے۔"[1]

البتہ ایسی اشیاء میں بعض لوگوں کے لئے بسا اوقات شر ہوتا ہے، لیکن وہ اضافی اور جزئی شر ہے، مطلق اور کلّی شر نہیں ہوتا۔ لہٰذا شریعت میں اَمراض اور امراض کا سبب بننے کے دفیعہ کی اجازت ہے تاکہ انسان اللہ کے حکم سے شفایاب ہو کر اُس کی نعمتوں سے اس کے حکم کے مطابق لُطف اندوز ہو سکے۔

علاج معالجہ توکل علیٰ اللہ کے منافی نہیں!

قدوۃ السالکین و رئیس المحققین امام ابن قیم دمشقی 'زاد المعاد' میں فرماتے ہیں:

"صحیح احادیث میں علاج معالجے کا حکم موجود ہے اور جس طرح بھوک اور پیاس دور کرنے اور سردی و گرمی سے بچنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا توکل کے منافی نہیں ہے اس طرح بیماری کا علاج کرانا بھی توکل علیٰ اللہ کے منافی نہیں ہے بلکہ اس وقت تک حقیقتِ توحید مکمل نہیں ہوتی جب تک انسان شرعاً و تقدیراً ان اسباب کو بروئے کار نہ لائے جنہیں اللہ نے اُس کی ضرورت کے لیے پیدا کیا ہے اور ان اسباب کو اختیار نہ کرنا، حقیقت توکّل سے پہلو تہی کرنا ہے اور یہ علاج معالجے کے حکم کو جھٹلانے اور اس کی حکمت کو تسلیم نہ کرنے کے مترادف ہے۔ علاج معالجہ کرانے کے حکم میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ اگر مقدر میں شفا لکھی ہے تو علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہے اگر مقدر میں شفا نہیں تو بھی علاج کا کوئی فائدہ نہیں۔"[2]

1 صید الخاطر، فصل میزان الرجولة: ص ۳۲۳

2 زاد المعاد: ۱۵/۴، فصل الأحادیث التی تحث علی التداوی، مؤسسة الرسالة، بیروت

مملکتِ سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم جناب عبد اللہ بن عبد العزیز بن باز سے پوچھا گیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو اس حدیث نبوی سے ترکِ علاج و معالجہ پر استدلال کرتا ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

« يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ». قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ «هُمُ الَّذِينَ لاَ يَسْتَرْقُونَ وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ وَلاَ يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ»[1]

"امت محمد ﷺ سے ستر ۷۰ ہزار آدمی بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں، نہ علاج کی غرض سے اپنے جسم کو داغتے ہیں اور نہ فال نکالتے ہیں، بلکہ وہ صرف اپنے پروردگار پر ہی توکل کرتے ہیں۔"

تو انھوں نے جواب دیا کہ ان ستر ہزار مومنین نے صرف مندرجہ بالا چیزوں کو ترک کیا ہو گا، یہ نہیں کہ انھوں نے اسبابِ شفا ہی ترک دیے ہوں گے، کیوں کہ آپ نے ضرورت پڑنے پر بعض صحابہ کرام کو سینگی لگوائی۔ اس لیے کہ سینگی لگوانے میں کوئی کراہت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جائز طریق علاج ہے۔ اس طرح دیگر طرقِ علاج بذریعہ انجکشن، سیرپ، گولیاں وغیرہ جائز ہیں۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں کہ جب انسان یہ اعتقاد رکھے کہ اسباب محض اسباب ہی ہیں اور اللہ کی مرضی کے بغیر اُن میں تاثیر نہیں آسکتی تو اسباب کا بروئے کار لانا توکل کے منافی نہیں ہے۔ اس بنا پر انسان کا کوئی چیز پڑھ کر اپنے آپ کو یا اپنے کسی بھائی کو دم کرنا توکل کے برخلاف نہیں ہے کیونکہ حضرت رسولِ کریم ﷺ معوّذات پڑھ کر اپنے آپ کو بھی دم کرتے تھے اور اپنے صحابہ کو بھی۔ واللہ اعلم!

بیماری سے بچاؤ کے لئے احتیاطی علاج و معالجہ

امام شاطبی مؤلمات اور موذیات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شریعتِ اسلامیہ کے مجموعی مطالعے سے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ انسان کو لاحق ہونے والی مشقت کو ہٹانے اور شریعت میں جائز قرار دی جانے والی نعمتوں سے لطف

۱ صحیح بخاری: ۶۵۴۱؛ صحیح مسلم: ۵۴۷

اندوز ہونے کی صلاحیت کو محفوظ رکھنے کی غرض سے موذیات اور مؤلمات کا علاج مطلقاً جائز ہے بلکہ کسی موذی اور مؤلم وبا سے بچنے کے لیے حفاظتی اقدامات کرنے کی بھی شرع میں اجازت ہے۔ اگرچہ وہ ابھی واقع نہ بھی ہوئی ہو، تاکہ انسان کی تخلیق کے مقصد کی تکمیل ہو، اور اس کی طرف پُرخلوص توجہ کی تکمیل کی نگہداشت ہو اور اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ نعمت عافیت کے شکریے کا فریضہ ادا ہو، مثلاً موسم سرما یا گرما کے آنے سے قبل اور بھوک یا پیاس لگنے سے پہلے اُن کے تکلیف دہ اثرات سے بچنے کی تدابیر کرنا اور بیماریوں کے پھیلنے سے قبل حفاظتی اقدامات کرنا اور ہر موذی چیز سے بچاؤ کا سامان کرنا اور اس دنیا میں سعادت مند زندگی بسر کرنے کی غرض سے متوقع نقصان دہ چیزوں سے بچنے اور متوقع نفع مند چیزوں کے حصول کے اقدامات کرنا۔''[1]

سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز سے بیماری کے نازل ہونے سے پہلے حفاظتی قطرے یا حفاظتی اَدویات کے استعمال کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا:

''وَبا یا دیگر اسباب کی وجہ سے بیماریاں در آنے کے خطرے کے پیش نظر علاج معالجہ کرانے یا دوا کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ حضرت رسولِ کریم ﷺ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«من تصبّح بسبع تمرات من عجوة لم يضره سمّ ولا سحر»[2]

''جس شخص نے صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اسے جادو اور زہر نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔''

یہ اقدام بیماری کے رونما ہونے سے قبل پرہیز و بچاؤ کے قبیل سے ہے۔ اسی طرح جب کسی بیماری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور کسی شہر یا ملک میں وبائی مرض پھیلا ہوا ہو تو اُس کے دفیعہ کی غرض سے اینٹی بائیوٹک کھانے میں کوئی ممانعت نہیں اور جس طرح مریض کو لاحق ہونے والی بیماری کا علاج جائز ہے، اسی طرح متوقع بیماری سے بچنے کے

۱ الموافقات: ۲/ ۵۴۹

۲ صحیح بخاری: ۵۷۶۹؛ صحیح مسلم: ۵۳۳۹

لئے علاج بھی جائز ہے۔ البتہ بیماری یا آسیب یا نظر بد سے بچنے کے لئے تمائم (تعویذ دھاگے) لٹکانا جائز نہیں، کیونکہ رسولِ کریم ﷺ نے صراحت سے اس سے منع فرمایا ہے لہٰذا ان سے بچنا واجب ہے، کیونکہ یہ شرک اصغر ہے۔[1]

علاج معالجہ کے احکام

فقہائے کرام کے درمیان مباح چیزوں سے علاج کرانے میں شروع سے اختلاف منقول ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مباح چیز سے علاج کرانا تقریباً واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے اور امام مالک بن انس کے نزدیک علاج کرانا، نہ کرانا برابر ہے اور امام احمد کے نزدیک علاج کرانا مباح ہے اور نہ کرانا افضل ہے۔ البتہ حرام چیزوں سے علاج کرانا جمہور ائمہ کے نزدیک حرام ہے، کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ «إن الله لم يجعل شفاء كم فيما حرّم عليكم»[2]

"اللہ نے تمہاری شفا ان چیزوں میں نہیں رکھی جو تم پر حرام ہیں۔"

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ

"اہل علم نے اس باب میں اختلاف کیا ہے کہ علاج معالجہ مباح ہے؟ مستحب یا واجب؟ اور تحقیق یہ ہے کہ کچھ چیزوں سے علاج معالجہ حرام ہے اور کچھ سے مکروہ اور کچھ سے مستحب ہے اور پھر بعض صورتوں میں علاج معالجہ واجب ہے اور یہ اس صورت میں جب یقین ہو جائے کہ اس کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں مثلاً اضطراری حالت میں مُردار کا کھالینا واجب ہے، کیونکہ ایسی صورتِ حال میں ائمہ اربعہ اور جمہور علما کے نزدیک ایسا کرنا واجب ہے۔"[3]

میڈیکل علاج کے بارے میں 'اسلامی فقہی بورڈ' نے اپنے اجلاس منعقدہ مؤرخہ ۱۴۱۲ھ بمقام جدّہ سعودی عرب میں قرارداد نمبر ۶۸/۵/۵ پاس کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ

"علاج معالجہ اصلاً مشروع ہے، کیونکہ اس کے متعلق قرآنِ کریم اور سنّتِ قولیہ وفعلیہ

۱ مسند احمد: ۱۷۴۵۸

۲ السلسلة الصحيحة: ۱۶۳۳

۳ فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۸/ ۱۲

سے دلائل موجود ہیں اور یہ اس وجہ سے بھی مشروع ہے کہ اس عمل سے انسانی جان کی نگہبانی ہوتی ہے جو شریعتِ مطہرہ کے مقاصدِ کلیہ میں سے ایک نمایاں مقصد ہے۔ اور اشخاص واحوال کے اختلاف کے مطابق علاج معالجے کے احکام بدلتے رہتے ہیں چنانچہ جس مرض سے جان کی ہلاکت یا اس کے کسی عضو کی خرابی یا اس کے مفلوج ہونے کا اندیشہ ہو یا متعدی امراض کی طرح اس مرض کا اثر دیگر لوگوں تک منتقل ہونے کا خطرہ ہو تو اس کا علاج کرنا کرانا واجب ہے۔ اور جس مرض کے علاج نہ کرانے سے بدن کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہو اور مذکورہ بالا خطرات نہ ہوں تو اس کا علاج کرنا کرانا مستحب ہے اور جب مذکورہ بالا دونوں صورتیں (جان کی ہلاکت یا بدن کی کمزوری) نہ ہوں تو علاج کرنا کرانا جائز ہے۔"

اور جب کسی مرض کے علاج کی وجہ سے اس سے بدتر مرض کے در آنے کا خطرہ ہو تو اس کا علاج کرنا کرانا مکروہ ہے۔ امام ابن عثیمین فرماتے ہیں کہ

① جس مرض کے علاج سے شفا کا ظن غالب ہو اور علاج نہ کرانے سے ہلاکت کا احتمال ہو تو اس کا علاج کرانا واجب ہے۔

② جس مرض کے علاج سے ظن غالب کے مطابق نفع ہو اور علاج نہ کرانے سے ہلاکت یقینی نہ ہو تو اس مرض کا علاج کرانا افضل ہے۔

③ جس مرض کے علاج سے شفا اور ہلاکت کے خدشات برابر ہیں تو اس کا علاج نہ کرانا افضل ہے تاکہ انسان لاشعوری طور پر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال بیٹھے۔[1]

غیر مسلموں سے علاج معالجہ کرانا

امام ابن عثیمین مزید فرماتے ہیں کہ "مسلمان مرد یا عورت کا بغیر کسی مجبوری کے یہودی یا عیسائی ڈاکٹر سے علاج کرانا مکروہ ہے، کیونکہ وہ ناقابل اعتبار ہے اور اللہ نے اُن کو خائن بتایا ہے تو ہم کیوں اُنہیں امین سمجھیں۔ چنانچہ دو شرطوں کے بغیر غیر مسلموں سے علاج کرانا ناجائز ہے۔ ایک تو یہ کہ کوئی واضح مجبوری ہو، دوسرا یہ کہ ان کی فریب کاری کا اندیشہ نہ ہو۔"[2]

۱ الشرح الممتع از شیخ محمد بن صالح العثیمین: ۲۰۱/۵

۲ الشرح الممتع: ۳۰۲/۵

مرد طبیب سے عورت کا علاج کرانا

برونائی دارالسلام میں منعقدہ آٹھویں اسلامی فقہی کانفرنس کے متفقہ فیصلے کے مطابق اگر مریضہ کے طبّی چیک اَپ کے لیے سپیشلسٹ لیڈی ڈاکٹر موجود ہو تو اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ بذاتِ خود چیک اَپ کا فریضہ سرانجام دے اور اگر مسلمان لیڈی ڈاکٹر میسّر نہ ہو تو غیر مسلم لیڈی ڈاکٹر بھی اُسے چیک کر سکتی ہے اور اگر غیر مسلم لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو تو مسلمان ڈاکٹر یہ فریضہ سرانجام دے سکتا ہے اور اگر مسلمان ڈاکٹر میسر نہ ہو تو پھر غیر مسلم ڈاکٹر چیک اَپ کا فریضہ سرانجام دے سکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ مرض کی تشخیص اور علاج کی غرض سے عورت کے بدن کے متاثرہ حصے کو ہی دیکھے اور حتی المقدور غض بصر سے کام لے اور پھر عورت کے علاج معالجے کا معاملہ، خلوتِ محرّمہ کے ارتکاب سے بچنے کے لئے خاوند یا محرم یا قابل اعتماد عورت کی موجودگی میں ہو۔

مزید برآں فقہی کانفرنس محکمہ صحّت کے ذمہ داران کو تلقین کرتی ہے کہ وہ طبّی علوم کے شعبوں میں عورتوں کی اسپیشلائزیشن کی حوصلہ افزائی کریں خصوصاً تولید و وضع حمل جیسے نسوانی معاملات کے شعبے میں، اس بات کے پیش نظر کہ ان کے آپریشن کے لیے عورتیں بہت کم ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ استثنائی قاعدے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

اور بسا اوقات بعض مریض خواتین ڈاکٹر کے کہنے سے پہلے ہی بغیر کسی مصلحت اور ضرورت کے اپنے بدن کا کوئی حصہ کھول دینے میں حرج محسوس نہیں کرتیں حالانکہ اُنہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔

شیخ ابن عثیمین سے مرد ڈاکٹر سے عورت کے علاج کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

"لیڈی ڈاکٹر دستیاب نہ ہونے کی صورت میں مرد ڈاکٹر سے عورت کے علاج میں کوئی حرج نہیں اور اہل علم نے جائز قرار دیا ہے کہ ایسی صورت میں مرد طبیب سے علاج کرانے میں کوئی حرج نہیں اور عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ ڈاکٹر کے سامنے اپنے بدن کا وہ حصہ کھول دے جس کے کھولے بغیر تشخیص اور علاج ممکن نہ ہو، البتہ اس صورت میں اس کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ غیر محرم طبیب کے ساتھ عورت کا

علیحدگی میں ہونا حرام ہے۔"[۱]

لیڈی ڈاکٹر سے مرد کا علاج کرانا

ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے والی بعض لیڈی ڈاکٹرز اور نرسیں، بغیر کسی خاص مجبوری کے مرد مریض کے علاج معالجے میں اندیشہ محسوس نہیں کرتیں اور بسااوقات لیڈی ڈاکٹر براہِ راست مریض آدمی کے ستر والے حصے کو دیکھتی اور بار بار اسے چھونے میں جھجک محسوس نہیں کرتیں اور بسااوقات سرجری کے شعبہ میں زیر تربیت طالبات اور لیڈی ڈاکٹرز کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کھڑے یا لیٹے ہوئے مرد مریض کے شرم والے عضو کا چیک اپ کریں، گویا کہ میڈیکل کے شعبے میں اس کے بغیر سپیشلائزیشن ہو ہی نہیں سکتی اور بہت سی نرسیں اور لیڈی ڈاکٹرز ایسا کرنا بھی نہیں چاہتیں، لیکن وہ اس خوف سے ایسا کرنے پر مجبور ہوتی ہیں کہ مبادا اُنہیں پریکٹیکل کی سند نہ ملے حالانکہ ہمارے علم کے مطابق میڈیکل کے تعلیمی نصاب اور تقاضوں میں ایسی کوئی سختی نہیں کہ طالبات کو ایسا کرنے پر مجبور کیا جائے، خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ دین، اخلاق اور حیا کی وجہ سے ایسا کرنے میں حرج محسوس کرتی ہوں۔ اس بنا پر عین ممکن ہے کہ طالبات طب کے دیگر شعبہ جات میں داخلہ لے لیں جہاں ایسی صورتِ حال نہ ہو۔

اور بعض مرد لیڈی ڈاکٹر سے علاج کروانے سے روک بھی دیتے ہیں اور بعض نہیں روکتے کیونکہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے یا وہ سمجھتے ہیں کہ جب لیڈی ڈاکٹر موجود ہے تو اس سے چیک اپ کروانا جائز ہے اگرچہ ایمرجنسی کی صورت نہ بھی ہو۔ بعض ضعیف الایمان اور بے مروّت مریض بذاتِ خود نرس یا لیڈی ڈاکٹر سے چیک اپ کروانے میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ اگر بالغ مریض مردوں کے لئے نرس یا لیڈی ڈاکٹر سے چیک اپ کروانا ممنوع قرار دے دیا جائے تو اُن کے لئے اور اُن کے بعد والے مرد مریضوں کے لیے معاملہ آسان ہو جائے گا اور ڈاکٹروں کی ایک بڑی تعداد کو ہر رورل ہیلتھ سنٹر اور شہری ہسپتالوں میں کھپایا جاسکے گا۔

لیکن یہاں تو معاملہ اور صورت حال اتنی بگڑ چکی ہے کہ نسوانی امراض کے علاج کے لئے بھی مرد ڈاکٹر ہسپتالوں میں گھومتے پھرتے اور زچگی جیسے معاملات میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ کیا یہ

۱ جریدہ 'الریاض': شمارہ ۹۵۶۶

کوئی عقل اور حکمت اور تہذیب واخلاق کی بات ہے کہ مسلمان عورتوں کی زچگی مردوں کے ہاتھ ہو اور وہ بھی یہودی اور مجوسی مردوں کے ہاتھوں، افسوس کہ بعض اوقات صرف مردوں کے نرغے میں ایک مریض عورت گھری ہوتی ہے۔

قرآن کے ذریعے شفا اور دم کے اَحکام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴾[1]

”اور ہم قرآن سے وہ کچھ نازل فرماتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے ،وہ کافروں کو سوائے خسارے اور کچھ نہیں بڑھاتا۔“

امام ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہاں مِن بیانِ جنس کے لئے ہے لہٰذا تمام قرآن شفا ہے اور اس شفا کے بارے میں تین اقوال ہیں: ایک تو یہ ہے کہ اپنے اندر ہدایت کی وجہ سے گمراہی سے شفا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ اپنے اندر برکت کی وجہ سے بیماریوں سے شفا ہے۔ تیسرا یہ کہ وہ فرائض و احکام کے بارے میں شفا ہے۔[2]

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ اللہ نے آسمان سے کوئی ایسی شفا نازل نہیں کی جو بیماری کو دور کرنے میں قرآنِ کریم سے زیادہ نفع مند اور عظیم تر اور کامیاب ہو۔[3]

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک صحابی نے کسی عرب قبیلے کے شیخ کو بچھو کے کاٹنے پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ شفایاب ہو گیا اور اُٹھ کر چلنے لگا۔[4] یہ تو تاثیر ہوئی جسمانی امراض کے معاملے میں جبکہ عقلی اور نفسیاتی شفا کے معاملے میں حضرت امام ابوداوٗد روایت کرتے ہیں:

فَرَقَاهُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ[5]

١ سورۃ بنی اسرائیل:۸۲
٢ زاد المسیر از ابن جوزی: ۵/ ۷۹
٣ الجواب الکافی از ابن قیم: ۱/ ۳
٤ صحیح بخاری:۶۸۷
٥ سنن ابوداود: ۳۴۲۰

"ایک صحابی کسی قوم کے پاس سے گذرا جن کا کوئی آدمی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا جو اس نے تین دن صبح وشام اس کو سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ شفایاب ہو گیا۔"

کیا دم کسی شخص یا خاندان کے لئے خاص ہے یا کوئی شخص بھی دم کرسکتا ہے؟

بعض بلکہ اکثر لوگوں کا اس بات پر اعتقاد ہے کہ دم جھاڑ اس صورت میں مفید ہوتا ہے جب کسی خاص خاندان یا خاص شخص سے کروایا جائے، کیونکہ گناہ گار مریض جب اپنے آپ کو دم کرے تو اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر وہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ دم کرنے کا معاملہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ ہر نتھو خیرا دم کرتا پھرے، بلکہ اس کے لیے بڑے تجربے اور مجاہدے کی ضرورت ہے۔ اس لیے بہت سے لوگ دور دراز سے سفر کرکے دیگر شہروں اور دیہاتوں میں عاملوں کے پاس دم کروانے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قوت اور تاثیر کے لحاظ سے ان لوگوں کا دم عام لوگوں کے دم سے کہیں زیادہ ہے۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ دم جھاڑ کے لیے کسی خاص خاندان یا شخص کی ضرورت نہیں، بلکہ جو کوئی شخص اپنے آپ کے لیے یا کسی دوسرے کے لیے تہہ دل سے اللہ سے دعا کرے یا اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو دم کرے تو اللہ اس کی دعا قبول کرلیتا ہے اور مریض کو شفا بخش دیتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ ﴾[1]

"بھلا کون ہے وہ ذات جو لاچار اور بے کس جان کی پکار پر اُس کی فریاد رسی کرتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے۔"

البتہ اس میں شرط یہ ہے کہ اللہ کے سامنے تہہ دل سے گڑگڑا اور آنسو بہا کر اپنے لیے یا اپنے کسی مسلمان بھائی بہن کو دم یا اُس کے لئے دعا کی جائے، کیونکہ اللہ کی ذات لاپرواہی سے کیے جانے والے دم اور دعا کو قبول نہیں کرتی۔

یہاں یہ بات خوب یاد رہے کہ کوئی مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچانے کے لئے دم کرے تو کیا یہ جائز ہے؟ خصوصاً اس صورت میں کہ دم کرنے والا بھائی اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہو، کیونکہ ایسی صورت میں دعا یا دم جھاڑ کروانے سے نفع کی اُمید زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بھی افضل اور اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ انسان براہِ راست اپنے آپ کو دم کرے اور اللہ سے

[1] سورۃ النمل: ۶۲

شفا طلب کرے، کیونکہ یہ صورت قبولیتِ دعا اور دم جھاڑ کی اثر پذیری میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہے اور علماے سلف وخلف کا اسی پر عمل تھا اور وہ اسی طرح کرنے کا حکم دیتے تھے اور ایسا کرنے کے بعد بھی خدانخواستہ شفا حاصل نہ ہو تو اس کا اجر اِن شاءاللہ ضرور مل جائے گا۔

یہاں ایک تنبیہ کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ بسا اوقات کسی شخص سے مسنون اور شرعی دم کروانے سے آدمی کو فائدہ ہو جاتا ہے تو اس کے دل میں یہ اعتقاد داخل ہو جاتا ہے کہ اس دم جھاڑ کرنے والے کا اللہ کے ہاں بڑا مرتبہ ہے اور اللہ نے اس کے دم میں شفا رکھی ہے۔ ایسا اعتقاد رکھنے والے کو علم ہونا چاہیے کہ دعا اور دوا تو ایسے اسباب ہیں جنہیں اختیار کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے جبکہ مسبّب الاسباب اللہ ہے اور درحقیقت وہی شفا بخشنے والا ہے، ورنہ کتنے سارے نیک اشخاص کو ہم نے خود دیکھا ہے کہ وہ جب دوسروں کو دم کرتے تھے تو ان کو فائدہ ہو جاتا تھا، لیکن جب وہ خود بیمار ہوئے تو نہ اُنہیں کسی کے دم سے فائدہ ہوا اور نہ کسی کی دوا سے ... اور وہ عالم آخرت کو سدھار گئے۔

...ڑ کرنے کے لئے مراکز قائم کرنا

عالم اسلام کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز آلِ شیخ سے شرعی دم جھاڑ کے لئے مراکز قائم کرنے کے جواز کا فتویٰ طلب کیا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا:

> "اس سلسلے میں اولیٰ اور افضل بات تو یہ ہے کہ ہر نیک تجربہ کار شخص سے دم کروا لیا جائے اور روحانی ہیڈ کوارٹر یا ہسپتال نہ بنایا جائے، کیونکہ ایسا کرنا مبالغہ ہوگا جو اسے مشروعیت سے نکال دے گا۔"[1]

...نک دم کرنا یا لاؤڈ سپیکر پر مجمع عام کو دم کرنا

بعض ایسے ممالک جن میں اکثر لوگ دم جھاڑ پر اعتماد کرتے ہیں، وہ مشہور عاملین کے ہاں جوق در جوق جاتے ہیں اور وہ اُنہیں فرداً فرداً دم کرنے کی بجائے لاؤڈ سپیکر پر مخصوص وِرد کے ساتھ دم کرتے ہیں۔ ایسے عاملوں کے بارے میں سعودی عرب کی 'مستقل کونسل برائے فتویٰ' کی خدمت میں سوال بھیجا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ دم کے لئے ضروری ہے کہ مریض سامنے

۱ جریدۃ الریاض: مؤرخہ ۱۰/ شوال المعظم ۱۴۲۱ھ

ہو، لاؤڈ سپیکر یا فون کے ذریعے دم جھاڑ کرنا صحیح نہیں اور یہ فعل حضرت رسول اللہ ﷺ اور اُن کے صحابہ کے عمل کے بر خلاف ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ»[1]

"جس کسی نے ہمارے دین میں نئی بات رائج کی وہ مردود ہے۔"

امام عبد العزیز بن باز سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اس عمل کی کوئی دلیل اور بنیاد نہیں ہے، اصل اور ثابت شدہ بات تو یہ ہے کہ شرعی اور مسنون دم جھاڑ کے وقت مریض کے ہاتھوں یا سینے یا چہرے یا اس کے سر پر پھونکا جائے اور دور بیٹھے ہوئے لوگوں پر فضا میں پھونکا نہ جائے بلکہ ہر مریض کو اس کی طلب کے موافق پانی پر دم کر دیا جائے تاکہ وہ اسے پی سکے یا اُس سے غسل کر سکے جب کہ بعض لوگوں کا (مجمع عام کو) لاؤڈ سپیکر پر دم کر کے پھونکنا اس کا کوئی ثبوت نہیں اور ہمارے علم کی حد تک ایسا کرنا نہ شرع سے ثابت اور نہ ہی مسلمان ایسا کرتے تھے، لہٰذا ایسا کرنے سے بچنا ضروری ہے، بلکہ مریض کو آیت الکرسی اور مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ لہٰذا لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنا اور سپیکر پر اُنہیں دم کرنا بدعت ہے جسے دور حاضر کے لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔ لاحول ولا قوة إلا بالله[2]

دم جھاڑ کے لیے آڈیو کیسٹیں تیار کر کے تقسیم کرنا

'سعودی عرب کی کونسل برائے علمی تحقیقات اور فتویٰ' کے سامنے جنوں کو بھگانے یا نظر بد کو ٹالنے یا جادو کو دور کرنے کے لئے مخصوص قرآنی آیات پر مشتمل آڈیو کیسٹیں تیار کرنے کے بارے میں سوال ہوا تو کونسل نے جواب دیا کہ قرآنی آڈیو کیسٹیں دم کا متبادل نہیں ہو سکتیں کیونکہ دم جھاڑ اعتقاد اور نیت کا متقاضی ہے جب کہ یہ عمل آڈیو سے حاصل نہیں ہو سکتا۔[3]

دم جھاڑ کرنے والے کا عورت کے بدن کو چھونا

سعودی عرب کی مذکورہ بالا کونسل کے سامنے جن کو قابو کرنے کے لئے عورت کے بدن کو

۱ صحیح بخاری: ۲۶۹۷

۲ جریدۃ الریاض: ۲/ شعبان ۱۴۱۷ھ

۳ مجلۃ الدعوۃ: ۱۶/ ذو القعدۃ ۱۴۱۹ھ

چھونے کے بارے میں سوال پیش کیا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ دم جھاڑ کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ وہ ڈاکٹر کی طرح عورت کے بدن کو چھوئے کیونکہ ڈاکٹر بسا اوقات ایسا کیے بغیر مرض کا پتہ نہیں لگا سکتا جبکہ عامل نے تو محض دم ہی کرنا ہے اور کچھ پڑھ کر پھونکنا ہے، اسی کے لئے عورت کے بدن کو چھونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔[1]

دم کے ذریعے مرض کی تشخیص کرنا

اللہ تعالیٰ نے مشروع دم کو شفا کا ذریعہ بنایا ہے، تشخیص کا ذریعہ نہیں بنایا کہ اس کے ذریعے مرض کا پتہ چلایا جاسکے: آیا مریض کو جادو ہے یا نظر بد لگی ہے یا اس پر جن کا اثر ہے؟ کیونکہ دم درحقیقت اللہ کے سامنے مسنون دعاؤں کے ذریعے گڑگڑا کر شفا طلب کرنے کا نام ہے خواہ بیماری کوئی بھی ہو کیوں کہ شفا تو بہر حال اللہ نے عطا فرمانی ہے۔ اللہ کے سامنے موذی سے موذی تر بیماری سے شفا دینا، چیونٹی کے کاٹے سے شفا دینے سے بھی آسان ہے کیونکہ اس نے تو کُن کہنا ہے، اس کے کُن کہنے سے کینسر جیسے مرض سے بھی ایسے ہی شفا مل جاتی ہے جیسے سوئی کے سرے کی چبھن سے شفا مل جاتی ہے لہٰذا اس کا تکلف کرنا سعی لاحاصل ہے کہ فلاں فلاں آیات پڑھنے پر مریض پر کوئی اثر ہو تو وہ جادو ہوگا اور فلاں آیت پڑھنے پر مریض پر ایسا ویسا اثر ہو تو وہ نظر بد کا اثر ہوگا اور فلاں فلاں آیت پڑھنے سے مریض پر ایسا ویسا اثر ہو تو اس پر جن کا اثر ہوگا۔

وسوسے، مرگی اور نظر بد جیسے اَمراض کے مسائل

نظر بد، وسوسے، مرگی جیسے امراض کے علاج معالجے کے شرعی طریقہ کے بارے میں سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«العين حق»[2]

"نظر بد کا اثر برحق ہے۔"

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

«العين حقّ ولو كان شيء سابق القدر لسبقته العينُ وإذا استُغْسِلتم

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة : رقم ۲۰۳۶۱

[2] صحیح بخاری: ۵۷۴۰

فاغسلوا»[1]

"نظر بد کا اثر بر حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ سکتی ہوتی تو وہ نظر بد ہی ہوتی، اگر تم سے (تمہاری نظر بد کا اثر زائل کرنے کے لئے تمہارے غسل میں استعمال شدہ پانی) طلب کیا جائے تو تم اپنے غسل میں استعمال شدہ پانی دے دیا کرو۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نظر بد کا اثر بر حق ہے، اس سے یہ مراد ہے کہ (حسد بھری) نظر کا اثرِ بد ثابت شدہ حقیقت ہے یا یہ کہ وہ بھی ان تمام مؤثرات میں شامل ہے جن کا وجود ثابت شدہ ہے۔[2]

امام مازری فرماتے ہیں کہ جمہور علما اور اُمتِ مسلمہ نے اس حدیث کو ظاہری الفاظ کے مطابق تسلیم کیا ہے کہ نظر بد کا اثر بر حق ہے اور مبتدعین کے مختلف گروہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور اُن کے قول کے غلط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نظر بد دراصل ایک معنوی وجود رکھنے والی چیز ہے جو ظاہری چیزوں کے اثرات سے متصادم نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ کسی چیز کی حقیقت کو مٹا یا فاسد کر سکتی ہے، وہ عقول انسانی کے ہاں ان چیزوں میں شامل ہوتی جنہیں وہ جائز اور مؤثر مانتی ہیں۔ جب شارع ان کے اثر انداز ہونے کی خبر دے تو اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اور اس کی تکذیب جائز نہیں ہے، ورنہ اس طرح تو اُمورِ آخرت کی تکذیب بھی جائز ہو گی جو کہ صریح کفر ہے، لہٰذا اس کی تکذیب اور اُمورِ آخرت کی تکذیب کفر میں برابر ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی، امام مازری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بہت سے علماے طبعیات بیان کرتے ہیں کہ نظر بد سے دیکھنے والے حاسد انسان کی آنکھوں سے زہریلی شعائیں پھوٹتی ہیں جو محسود انسان پر اثر انداز ہو کر اسے ہلاک کر دیتی ہیں یا اسے کسی خرابی میں مبتلا کر دیتی ہیں اور ان کا اثر ان زہریلے سانپوں کی نظر کی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جو اپنی زہریلی نظر سے اچھی بھلی شخصیت کو لرزا بلکہ تڑپا کر بیمار کر دیتے ہیں، البتہ علماے طبعیات اسے چند اشیا تک ہی مؤثر مانتے ہیں جبکہ اہل السنّۃ کا اعتقاد یہ ہے کہ نظر بد حاسد انسان کے دیکھنے پر اسی طرح اثر انداز ہوتی ہے جس طرح دیگر اشیا اللہ کے دستور کے موافق اثر انداز ہوتی ہیں۔

---

۱ سنن ترمذی: ۲۰۶۲، ۲۰۶۱

۲ فتح الباری: ۱۰/ ۲۰۳

جہاں تک حاسد انسان کے بنظر حسد دیکھنے سے تکلیف ہونے کا تعلق ہے اور کیا ایسی پوشیدہ لہریں اور شعائیں ہیں جو اس طرح کا اثر دکھاجاتی ہیں؟ تو یہ ایک احتمالی نظریہ ہے جس کا نہ تو قطعاً اعتبار کیا جاسکتا ہے نہ انکار!!

یہ تو خیر اس دور کی بات ہے، لیکن آج کل اس طرح کی لہروں اور شعاعوں کا نظریہ ایک تسلیم شدہ حقیقت بن چکا ہے اور میڈیکل سائنس کے ڈاکٹروں کے مشاہدے میں بھی آچکا ہے۔ مجھے میرے دوست ڈاکٹر رحمت عمران (ایم بی بی ایس، ای ڈی او محکمہ صحت پنجاب) نے خود بتایا کہ میں اپنے کلینک میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص میرے کلینک میں داخل ہوا اور میری کرسی کے اوپر شیشے کے فریم میں مہینوں سے لٹکی ہوئی میری تصویر کے اوپر نظر جما کر بولا: واہ کیا خوبصورت اور خوش نما تصویر ہے۔ اس کے یہ کہتے ہی لکڑی کے فریم میں تصویر کے اوپر لگا ہوا شیشہ کڑک کر ایک خاص شکل میں ٹوٹ نیچے آگرا اور اس کے بعد میرا یقین پختہ ہو گیا کہ حدیثِ نبوی میں بیان شدہ نظر بد کا اثر برحق ہے، ورنہ پہلے میں اسے محض مولویوں کی ہفوات ہی سمجھا کرتا تھا۔

بہر حال نظر بد کی تاثیر سے انسان کا جانی اور مالی نقصان ہو سکتا ہے اور یہ اللہ کی تقدیر کے تحت ہے، ادلّہ شرعیہ میں کوئی ایسی دلیل نہیں کہ اس کے اثرات محدود چیزوں پر ہی ہوتے ہیں۔ ہمارے دور کے بعض عاملین حضرات اس سلسلے میں بہت سے نفسیاتی اور جسمانی امراض کو نظر بد کا اثر ثابت کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور یہ مبالغہ تشخیص کے سلسلے میں بھی ہے اور علاج کے سلسلے میں بھی، مثلاً دم کے وقت مریض کا رونا یا بے چینی اور پریشانی کا اظہار کرنا یا بعض اعضا کا گرم یا ٹھنڈا ہونا وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ ایسے نفسیاتی اور جسمانی تغیّرات انسان کو دم کرنے سے پہلے ہی لاحق ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ ابھی عامل کے کمرے میں داخل نہیں ہوا ہوتا۔ اور دم جو قرآنِ کریم کی آیات اور رسولِ کریم ﷺ کے بتائے ہوئے کلماتِ طیبات پر مشتمل ہو، وہ اللہ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کے تحت یقین اور ایمان کے مطابق اثر رکھتا ہے اور اس کے اثر سے جذبات حرکت میں آجاتے ہیں اور وہ دل کی گہرائیوں تک اثر کرتا ہے اور غمگین اور پریشان مریض اس کے اثر سے رو بھی پڑتا ہے اور پریشان بھی ہو جاتا ہے، پھر اسے سکون اور اطمینان بلکہ آرام و سکون بھی حاصل ہو جاتا ہے، تو یہ ضروری نہیں کہ وہ نظر بد سے بیمار ہوا تھا، بلکہ کسی اور سبب سے بھی ہو سکتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ﴾[1]

"اللّٰہ تعالیٰ نے سب سے افضل بات نازل فرمائی ہے یعنی ایسا قرآن جس کی آیات (اختلاف الفاظ کے باوجود مضامین کے مفاہیم بیان میں) یکساں ہیں، اس کو سن کر ان لوگوں کی کھالوں پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کے کھال اور دل اللّٰہ کی یاد کے لیے نرم ہو جاتے ہیں۔"

اس آیتِ کریمہ سے یہ حقیقت آفتابِ نیم روز کی طرح آشکارا ہوئی کہ یقین اور ایمان کی طاقت کے مطابق کلام الٰہی کے اثرات انسان کے بدن اور روح پر پڑتے ہیں اور اس سے سانپوں کے ڈَسے ہوئے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے مسلوب العقل شفا پاتے ہیں اور یہ بات احادیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے اور ہزاروں کی تعداد میں صالحین کے تجربات سے بھی ثابت ہے، بلکہ میرا اپنا بھی تجربہ ہے کہ میں نے کئی ایسے مریضوں کو دم کیا تو جن کو اللّٰہ نے شفا بخشنا چاہی، اُنہیں فوراً شفا حاصل ہوئی۔

چند ایسے امراض جنہیں بعض لوگ 'نظرِ بد' کا نتیجہ سمجھتے ہیں

① **نفسیاتی مرض:** بعض لوگ حقیقت میں نفسیاتی مریض ہوتے ہیں، لیکن وہ اپنے نفسیاتی مریض ہونے کا اعتراف کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے وہ نفسیاتی ہسپتالوں میں جانے اور وہاں علاج کرانے میں اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی انہیں کہہ دے کہ تجھے کسی کی نظرِ بد لگ گئی ہے تو اس بے سروپا بات پر یقین کر کے وہ اپنے رشتہ داروں، ہم جماعتوں اور ہم پیشہ لوگوں سے لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں، بلکہ میں نے ایک ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کو خود دیکھا کہ وہ لوگوں سے مصافحہ کرنے سے گریز کرتا، اگر کوئی اس سے زبردستی مصافحہ کر لیتا تو وہ اپنے ہاتھوں کو بار بار صابن سے دھوتا حتیٰ کہ مجھے اس کے گھر والوں نے بتایا کہ اس کی بیٹیاں اس کے کپڑے دھو کر اور پھر اُنہیں استری کر کے کھونٹے پر لٹکا دیتیں اور پھر وہ انہیں ہاتھ لگا بیٹھتیں تو وہ ناراض ہو کر اُنہیں دوبارہ دھلواتا اور انہیں ہدایت کرتا کہ میرے استری کئے کپڑوں کو ہاتھ مت لگانا، ایسے لوگ در حقیقت سامری (قوم موسیٰ کا سنار

1 سورۃ الزمر: ۲۳

جس نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس کے گرد قوالی کروائی تھی) کی 'لامساسیّت' کے شکار ہوتے ہیں، لیکن اس مرض کا اعتراف نہیں کرتے۔

(۲) اپنی برتری کے خاتمہ کو نظرِ بد کا نتیجہ قرار دینا: لوگوں میں یہ بات متعارف اور مشہور ہے کہ نظرِ بد اُسے لگتی ہے جو صاحبِ علم، صاحبِ مال، صاحبِ منصب (صدارت، وزارت) اور ذہین وفطین ہو اور کسی ایسے شخص کو اس کے غرور، تکبّر، ظلم و ستم کے سبب زوال آتا ہے تو وہ اس وہم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ مجھے فلاں کی نظرِ بد کی وجہ سے زوال آیا ہے۔

(۳) اتفاقی ناکامی یا کاروباری نقصان یا شادی میں رکاوٹ کو نظرِ بد کا نتیجہ قرار دینا۔

(۴) بعض عورتوں کا اپنے شوہروں کی علمی، ادبی اور کاروباری مصروفیات کو عدمِ توجہی کا نام دے کر نظرِ بد کا نتیجہ قرار دینا، چنانچہ یہ وہم اُنہیں بدکار اور فاسق و فاجر عاملوں کے پاس لے جاتا ہے اور وہ ان خوبصورت عورتوں کو خلوت میں لے جاتے ہیں اور ان سے بے حیائی کر کے اُنہیں اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں اور اُنہیں یہ پٹی پڑھا دیتے ہیں کہ اپنے شوہروں سے کہہ دینا کہ عامل کہتا ہے کہ اس نظرِ بد کے دم درود اور علاج کے لئے کئی ہفتے آنا پڑے گا اور وہ اُنہیں اس کی اجازت دے کر ہمیشہ کے لئے بیوی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اخبارات میں اس طرح کے واقعات تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں، لیکن ضعیف الاعتقاد لوگوں کی بے غیرتی پر ماتم کیجئے کہ وہ آنکھوں دیکھتے ہوئے بھی بے حیائی کی مکھیاں نگل رہے ہیں۔

جن اور مرگی کے اثرات اور مریض کو زَدوکوب کرنا

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾[1] میں اُن لوگوں کی ہفوات کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ انسان کے خبطی اور دیوانہ ہونے میں جن کا کوئی کردار نہیں ہوتا بلکہ ایسا اس کی کسی طبعی بیماری کے سبب سے ہوتا ہے۔ امام ابن کثیر دمشقی فرماتے ہیں کہ سود خور قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس طرح اُٹھیں گے جس طرح شیطان کے اثر سے مخبوط الحواس انسان لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہوتا ہے۔[2]

---

۱ تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ: ۲۷۵

۲ تفسیر ابن کثیر، سورۃ البقرۃ: ۲۷۵

اس آیت نے یہ تو ثابت کر دیا ہے کہ شیطان انسان کو جسمانی نقصان پہنچاتا ہے اور اسے مخبوط الحواس بنادیتا ہے اور انسان دیوانوں کی طرح بے تکی باتیں اور حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خبط اور مرگی صرف شیطان کے چھونے سے ہی ہوتی ہے۔ امام بخاری اپنی صحیح میں یہ عنوان (اس شخص کی فضیلت جو ریح کی وجہ سے لڑکھڑاتا ہوا گر جاتا اور بے ہوش ہو جاتا ہے) قائم کر کے اس سیاہ فام عورت کا قصّہ بیان کرتے ہیں

جو حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور درخواست کرنے لگی کہ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! میں بے ہوش ہو کر گر پڑتی ہوں اور بے پردہ ہو جاتی ہوں، لہٰذا میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے اگر تو چاہے میں دعا کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا: میں صبر کرتی ہوں، البتہ یہ دعا ضرور کریں کہ میں بے پردہ نہ ہوں، تو آپ ﷺ نے دعا فرما دی۔[1]

امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ہوا کا بدن کے کسی حصے میں رُک جانا بھی مرگی کا سبب بن جاتا ہے۔ اور وہ اعضاے رئیسہ کو اپنے افعال مکمل طور پر سرانجام دینے سے روک دیتا ہے اور بسا اوقات اس سے اعضاے انسانی میں تشنج ہو جاتا ہے اور انسان اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ گر پڑتا ہے اور گاڑھی رطوبات کی وجہ سے اس کے منہ سے جھاگ بہنے لگتا ہے۔[2]

دماغ اور اعصاب کی بیماریوں پر جدید طبّی تحقیقات نے مرگی کے بہت سے اسباب بھی دریافت کر لیے ہیں۔ ان میں سے ایک سبب دماغ کی برقی رو کا درہم برہم ہونا بھی ہے اور دماغی نظام کی خرابی، اعضاے بدن پر بھی اثر انداز ہوتی ہے، چنانچہ اب اس مرض کا تدارک کرنے کے لئے ایسی اَدویات بھی تیار ہو چکی ہیں جو باذن اللہ شفا کا مؤثر ذریعہ ہیں۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ مرگی کی دو قسمیں ہیں:

ایک تو خبیث زمینی اَرواح (شیاطین) کے اثر سے ہوتی ہے۔ اور دوسری خراب خلطوں (مثلاً صفرا، بلغم، خون، سوداء) کی وجہ سے ہوتی ہے، طبیب حضرات اس دوسری قسم کی تشخیص کر کے اس کا علاج کرتے ہیں اور خبیث اَرواح کے سپیشلسٹ اور عقلا ان کے

١ صحیح بخاری: ۵۶۵۲
٢ فتح الباری: ۱۰/ ۱۱۴

اثرات کو مانتے ہیں اور اس کا دفاع نہیں کرتے۔[1]

دیارِ سعودیہ کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز سے پوچھا گیا کہ بعض عاملین اپنے گمان میں خبطی شخص سے جن کو بھگانے کے لئے اُسے باندھ کر اس کا گلا دبا کر زدو کوب کرتے ہیں... کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ بعض عامل ایسا کرتے ہیں، لیکن در حقیقت ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے بسا اوقات مریض پر ظلم ہوتا اور اسے بلاوجہ تکلیف پہنچتی ہے۔ اور امام ابن تیمیہ جیسے بعض ائمہ سے ایسے مخبوط الحواس کو مارنا محل نظر ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے مصروع مریض مر بھی سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مشروع اور معروف طریقہ یہی ہے کہ آیات اور ادعیہ مسنونہ پڑھ کر دم کر دیا جائے۔ رسول کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقط اتنا ہی کرتے تھے اور اُن کے پہاڑوں جیسے وزنی یقین اور ایمان کی بدولت مصروع (مرگی کا مریض) مریض شفایاب ہو جاتے تھے۔[2]

یہاں ایک لطیفہ درج کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ بصیر پور ضلع اوکاڑا کے علاقہ میں ایک عورت کو ایک عامل کے پاس اُس سے جن کو بھگانے کے لئے لایا گیا تو اس عامل نے چھری سے زمین پر چاروں طرف دائرہ لگا کر چھری زمین میں گھونپ دی اور اپنے عملیات پڑھتے ہی بھولی بھالی عورت کے منہ پر زور دار تھپڑ رسید کر کے پوچھا: بتا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اس پر وہ عورت رو رو کر اپنی مادری پنجابی زبان میں بولی کہ جی میں پھلّاں تولی دی پاولیانی آں (میں قریبی گاؤں پھلاں تولی کی جولاہی ہوں) یہ سن کر وہ عامل شرمندہ ہوا اور کہا کہ اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ یہ تو بے چاری کسی بیماری کی وجہ سے مخبوط الحواس ہو جاتی ہے۔

غرض مصروع کو مار کر یا اس کو کڑی لگا کر اس کا علاج کرنا درست نہیں خصوصاً ان عورتوں کو جو ہسٹریا (اختناق الرحم) کے مرض کی وجہ سے اعصابی اور نفسیاتی تناؤ کا شکار ہو جاتی ہیں اور وہ اس حالت میں احساس کی تمام انواع مثلاً سردی، گرمی، زدو کوب کی چوٹوں کا درد محسوس نہیں کرتیں اور بعض مریض خواتین تو اپنے کپڑے پھاڑ اور اپنا بدن نوچ کر زخمی کر لیتی ہیں اور عامل یہ سمجھتا ہے کہ اسے جن کا سایہ ہے۔ حالانکہ ایسی مریضہ ایک سکون آور انجکشن سے چند منٹوں میں ٹھیک ہو جاتی ہے اور ایسا میرے سامنے ہوا کہ میں نے ایک ایسی مریضہ کو دم کیا، اسے افاقہ نہ ہوا تو دوسرے بدعتی عامل نے اسے مارنا شروع کر دیا، وہ مارنے سے بھی ٹھیک نہ ہوئی تو ہمارے دوست ڈاکٹر سلیم صاحب نے اسے انجکشن لگایا تو وہ تندرست ہو گئی۔

---

۱ زاد المعاد: ۶۶/۴، مکتبۃ المنار، کویت

۲ مجلۃ الدعوۃ... ماہ محرم ۱۴۱۷ھ